گوہر مرزا سے ہنسنا شروع کیا۔ بڑی دیر تک مولوی صاحب کو اِس دھوکے مین رکھا۔ اور اونکا وہ حال جیسے کوئی انگارون پر لوٹ رہا ہو۔ جلے جاتے ہین۔ مارے ہنسی کے میرے پیٹ مین بل پڑے جاتے ہین۔ آخر مولوی صاحب کی بیکسی پر مجھی کو رحم آیا۔ مین نے بھانڈا پھوڑ دیا۔ اسمین بسم اللہ مجھسے ناراض بھی ہوگئین۔ مین نے گوہر مرزا کی طرف متوجہ ہوکے کہا "ے بس اب جھلاّپن کر چکے۔ چلو"

اب مولوی صاحب کو معلوم ہو گیا کہ گوہر مرزا سے مجھے رسم ہے۔ بسم اللہ سے کوئی واسطہ نہین۔ بہت ہی خوش ہوے۔ باچھین کھل گئین۔

رسوا۔ مولوی صاحب سے تو پاک محبت تھی نہ؟

امراؤ۔ پاک محبت تھی۔

رسوا۔ پھر اونکو جلنا نہ چاہیے تھا۔

امراؤ۔ واہ کیا پاک محبت مین رشک نہین ہوتا؟ ہوتا ہے۔

رسوا۔ تو پاک محبت نہ ہوگی۔

امراؤ۔ اب یہ اُنکا ایمان جانے۔ مین تو یہی سمجھتی تھی۔۔۔

خانم کی نوچیون مین میرے سوا یون تو ہر ایک اچھی تھی۔ مگر خورشید کا جواب نتھا۔ پری کی صورت تھی۔ رنگ میدا و شہاب۔ ناک۔ نقشہ۔ گویا صانع قدرت نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا۔ آنکھون مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ موتی کوٹ کے بھر دیے ہین۔ ہاتھ پاؤن سڈول نور کے سانچے مین ڈھلے ہوے۔ بھرے بھرے بازو گول کلائیان۔ جامہ زیبی وہ قیامت کی کہ جو پہنا معلوم ہوا یہ اسی کے لیے مناسب تھا۔ اداؤن مین وہ دلفریبی وہ بھولاپن کہ جو ایک نظر دیکھے ہزار جان سے فریفتہ ہو جائے۔ جس محفل مین جاکے بیٹھ گئی معلوم ہوا ایک شمع روشن ہو گئی۔ بیسیون رنڈیان بیٹھی ہون نگاہ اوسی پر پڑتی تھی۔ یہ سب کچھ تھا مگر تقدیر کی اچھی نہ تھی اور تقدیر کو بھی کیون الزام دیجیے خود اپنے ہاتھون عمر بھر خراب رہی۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ رنڈی پنے کے لائق نہ تھی۔ بیسواڑے کے ایک زمیندار کی لڑکی تھی۔ صورت سے شرافت ظاہر تھی۔ حسن خداداد تھا۔ مگر اس حسن و جمال پر خبط یہ تھا کہ کوئی بہیر

عاشق ہو۔ یون تو وہ خود ہی پیار کرنے کے لائق تھی۔ کون ایسا ہوگا جو اوسپر
ریفتہ نہ ہو جاتا۔ اول ہی اول پیارے صاحب کو محبت تھی۔ ہزارہا روپے کا
سلوک کیا۔ واقعی جان دیتے تھے۔ خورشید نے بھی انھین اچھی طرح کسا۔ جب
اطمینان ہو گیا کہ سچا عاشق ہے۔ خود جان دینے لگین۔ دن دن بھر کھانا نہین
کھاتین۔ اگر اونکو کسی دن اتفاق سے دیر ہو گئی۔ بیٹھی زار و قطار رو رہی ہین۔
ہم سب نے صلاح دی۔ دیکھو خورشید ایسا نہ کرو۔ مردوے بے مروت ہوتے
ہین۔ تمھارے اون کے صرف آشنائی ہے۔ آشنائی کی بنیاد کیا۔ نکاح
نہین ہوا۔ بیاہ نہین ہوا۔ اگر ایسا چاہو گی تو اپنا برا چاہو گی۔ پچتاؤ گی۔ آخر ہمارا
ہی کیا ہوا۔ پیارے صاحب نے جب دیکھا کہ رنڈی پیار کرتی ہے۔ لگے غمزے
کرنے۔ یا تو آٹھون پہر بیٹھے رہتے تھے۔ یا اب ہین کہ دو دو دن نہین آتے۔
خورشید جان دیئے دیتی ہے۔ روتی ہے۔ پیٹتی ہے۔ کھانا نہین کھاتی۔ عجیب
حال ہے۔ خانم کو صورت سے نفرت ہو گئی۔ یہان تک کہ آنا جانا۔ کھانا۔
پینا۔ آدمیون کی تنخواہ سب موقوف۔

مین نہین سمجھ سکتی کہ اِس حسن کے ساتھ عشق اوسکے دل مین کسنے بھر دیا تھا۔
سچ تو یہ ہے کہ وہ کسی مرد آدمی کی جورو ہوتی تو میان بیوی مین خوب نباہ ہوتا
عمر بھر مردوا پاؤن دھو دھو کے پیتا۔ بشرطیکہ قدردان ہوتا۔ بسم اللہ خورشید
کے تلوے کے برابر بھی نہین کر سکتی تھین۔ اوسپر وہ تمکنت وہ غرور وہ غمزہ۔
وہ نخوت کہ خدا کی پناہ۔ مولوی صاحب کا حال تو آپ سن ہی چکے ہین۔ اور آشناؤن
سے بھی اوسکا سلوک کچھ اچھا نہ تھا۔ اصل تو یہ ہے کہ اوسکو اپنی مان کی دولت کا
بڑا گھمنڈ تھا۔ واقعی دولت بھی لازوال تھی۔ اپنے آگے کسی کی ہستی ہی نہ سمجھتی
تھی۔ خورشید کی ذات سے خانم کو بڑی امیدین تھین۔ واقعی اگر اوسمین رنڈی
پن ہوتا تو لاکھون ہی پیدا کرتی۔ اِس حسن و خوبی پر آواز بالکل نہ تھی۔ ناچنے مین
بھی بالکل پھوہڑ تھین۔ صرف صورت ہی صورت تھی۔ اول اول مجرے بہت آتے
تھے۔ آخر جب معلوم ہوا کہ گانے ناچنے مین تمیز نہین۔ لوگون نے بلانا چھوڑ دیا۔
جو تھا وہ صورت کا مشتاق ہو کے آتا تھا۔ اچھے اچھے مرتے تھے۔ مگر جب آ کے

دیکھا۔ مُنہ تھوتھائے ہوئے بیٹھی ہین۔ اُدہر عشق سوار تھا۔ ہر ایک سے بیرخی۔ بے اعتنائی۔ یہ حالت دیکھ کے لوگون نے بھی آنا چھوڑ دیا۔ اب پیارے صاحب ہی صرف رہگئے۔ ادہر تماشا دیکھیے کہ پیارے صاحب کے والد پر عتاب شاہی نازل ہوا۔ گھر کی ضبطی ہوگئی۔ جاگیر چھین لیگئی۔ بیچارے محتاج ہوگئے۔ یہ سب کچھ ہوا۔ مگر خورشید کے عشق مین کمی نہ ہوئی۔ اب یہ ضد ہوئی کہ مجھے گھر مین بٹھا لو۔ پیارے صاحب نے بپاس خاندان یا یون کہو کہ باپ کے ڈر سے منظور نہ کیا۔ خورشید کی آس ٹوٹ گئی۔

خورشید بہت ہی بھگی عورت تھی۔ سیکڑون روپے پھُسلا پھُسلا کے لوگ کھاگئے۔ فقیر فقرا سے آپ کو بڑا اعتقاد تھا۔ ایک دن ایک شاہصاحب تشریف لائے وہ ایک کے دو کرتے تھے۔ خورشید نے اپنے کڑے اور کنگن کی جوڑیان اوتار دین۔ شاہصاحب نے ایک کوری ہانڈی منگوائی۔ اوسمین سیاہ تل بھروائے۔ کڑے کنگن ہانڈی مین رکھ کے چینی ڈھانک دی۔ شالباف کا ایک پارچہ گلے مین باندھ ناڑے سے باندھ دیا۔ شاہصاحب روانہ ہوگئے۔ چلتے چلتے کہہ گئے کہ آج نہ کھولنا۔ کل صبح کو کھولنا۔ مرشد کے حکم سے ایک کے دو ہو جائین گے۔ صبح کو ہانڈی کھولی گئی۔ کالے تلون کے سوا کچھ نہ ملا۔

ایک جوگی نے کالے ناگ کا پھن مُنہ سے نکال کے دکھایا کہ یہ تجھے برسون ہُکے ڈس جائے گا۔ بی خورشید نے کانون سے بُندے بالیان اوتار کے حوالے کین۔

خورشید کو غصہ کبھی آتا ہی نہ تھا۔ ایسی نیکدل اور نیک مزاج عورتین ہو بیٹیون مین کم ہوتی ہین۔ رنڈیون کا کیا ذکر۔ مگر ہان ایکدن غصہ آیا جس دن پیارے صاحب مانجھے کا جوڑا پہنکے آئے۔ اول تو چپکی بیٹھی رہی۔ تھوڑی دیر کے بعد گالون پر سرخی نمودار ہوئی۔ رفتہ رفتہ سُرخ بھبھوکا ہوگئے۔ اوسکے بعد اوٹھی۔ مانجھے کے جوڑے کے پُرزے پُرزے کر ڈالے۔ اب رقت شروع ہوئی۔ دو دن تک رو یا کی۔ تمام دنیا نے سمجھایا۔ کچھ نہ مانا۔ آخر بخار آنے لگا۔ دو مہینے بیمار رہی۔ لینے کے دینے پڑگئے۔ حکیمون نے دق تجویز کی۔ لیکن خدا کے فضل سے دو مہینے کے بعد خود بخود مزاج رو بہ اصلاح ہوگیا۔ اب پیارے صاحب کے بظاہر چھُٹم چھُٹا ہوگئی۔ اِسکے بعد اور لوگون سے

ملاقات ہوئی مگر کسی سے دل نہ لگا۔ اور نہ کسی کا دل ان سے۔ اسلیئے کہ بے توجہی اور بے اعتنائی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ بظاہر ملتی ہین۔ مگر دل نہ ملتا تھا۔

ساون کا مہینہ ہے۔ سہ پہر کا وقت ہے۔ پانی برس کے کھل گیا ہے۔ چوک کے کوٹھون اور بلند دیوارون پر جابجا دھوپ ہے۔ ابر کے ٹکڑے آسمان پر ادھر اودھر آتے جاتے نظر آتے ہین۔ پچھم کی طرف رنگ رنگ کی شفق پھولی ہوئی ہے۔ چوک مین سفید پوشون کا مجمع زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ آج زیادہ تر مجمع کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جمعہ کا دن ہے لوگ عیش باغ کے میلے کو جلد جلد قدم اوٹھاتے چلے جاتے ہین۔
خورشید۔ ایسر جان۔ بسم اللہ۔ مین میلے جانے کے لیے بن ٹھن رہی ہین۔ دھانی دوپٹے ابھی رنگریز رنگ کے دے گیا ہے۔ مچے جاتے ہین۔ بالون مین کنگھیان ہو رہی ہین۔ چوٹیان گوندھی جاتی ہین۔ بھاری زیور نکالے جاتے ہین۔ خانم صاحب سامنے چوکے پر گاؤ تکیے سے لگی بیٹھی ہین۔ بوا حسینی ابھی پیچوان لگا کے پیچھے ہٹی ہین۔ خانم صاحب کے سامنے میر صاحب بیٹھے ہین۔ میلے جانے پر اصرار کر رہے ہین۔ وہ کہتی ہین۔ آج میری طبیعت سست ہے۔ مین نہین جانے کی۔ ہم لوگ دعائین مانگ رہے ہین۔ خدا کرے نہ جائین تو میلے کی بہار ہے۔
خورشید پر اوس دن غضب کا جوبن ہے۔ گوری رنگت ململ کے دھانی ڈوپٹے سے پھوٹی نکلتی ہے۔ اودی گرنٹ کا پاجامہ بڑے بڑے پانچون کا سنبھالے نہین سنبھلتا۔ بھینی بھینی گرتی میاست ڈھا رہی ہے۔ ہاتھ گلے مین ہلکا ہلکا زیور ہے۔ ناک مین ہیرے کی کیل۔ کانون مین سونے کی انتیان۔ ہاتھ مین کڑے۔ گلے مین موتیون کا کنٹھا سامنے کمرے مین قد آدم آئینہ لگا ہے۔ اپنی صورت دیکھ رہے ہین۔ کیا کہون۔ کیا صورت تھی۔ اگر میری صورت ویسی ہوتی تو اپنے عکس کی آپ ہی بلائین لیتی۔ مگر اونکو یہ غم ہے کہ ہائے اس صورت پر کوئی دیکھنے والا نہین۔ پیارے صاحب سے بگاڑ ہی ہو چکا ہے۔ چہرہ اوداس اوداس ہے۔ ہائے وہ اوداسی بھی غضب کر رہی ہے۔ اچھی صورت والون کو سب کچھ اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اسوقت اوس پری پیکر کی صورت دیکھنے سے دل پسا جاتا ہے۔ اور تو کوئی شال اپنے دل کی حالت سمجھ مین

نہین آتی - یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی اچھے شاعر کا کوئی شعر دردآمیز سنتا ہے اور دل اوسکے
مزے لے رہا ہے -

بسم اللہ کی صورت کچھ بُری نہ تھی - کھلتا ہوا سانولا رنگ - کتابی چہرہ - سوتوان ناک
بڑی بڑی آنکھین - سیاہ پتلی - چھریرا بدن - بوٹا سا قد - کارچوبی تولوان جوڑا - کاہی
کریپ کا دوپٹہ - بنت ٹکی ہوئی - زرد گرنٹ کا پاجامہ - بیش قیمت زیور - سر سے
پاؤن تک گہنے مین لدی ہوئی - اوسپر طرہ پھولون کا گہنا - آئین مین چوتھی کی دولھن
معلوم ہوتی تھی - پھر اوسپر بات بات مین شوخی و شرارت - میلے مین پہونچکر کسی کا منہ
چڑھا دیا - کسی سے آنکھ لڑائی - جب وہ دیکھنے لگا تو منہ پھیر لیا - ہان یہ کہنا بھول گئی
کہ ہم لوگ بناؤ سنگار کرکے میانون پر سوار ہوے - میلے پہونچے -

میلے مین وہ بھیڑین تھین کہ اگر تھالی پھینکو تو سرہی سر جائے - جابجا کھلونے والے
مٹھائی والون کی دوکانین - خوانچے والے - میوہ فروش - ہاروالے - تنبولی - سازندے
غرضکہ جو کچھ میلون مین ہوتا ہے سب کچھ تھا - مجھے اور تو کسی چیز سے کچھ کام نہین - لوگون
کے چہرے دیکھنے کا ہمیشہ سے شوق ہے - خصوصاً میلے تماشون مین - خوش - ناخوش -
مفلس - تونگر - بے وقوف - عقلمند - عالم - جاہل - شریف - رذیل - سخی - بخیل -
یہ سب حال چہرے سے کھلجاتا ہے - ایک صاحب ہین کہ وہ اپنے تنزیب کے انگرکھے
اور اودی صدری - نکہ دار ٹوپی - چست گھٹنے - اور مخملی چڑھون جوتے پر اتراے ہوے
چلتے ہین - کوئی صاحب ہین صندلی رنگا ہوا دوپٹہ سر سے آڑا باندھے ہوے رنڈیون
کو گھورتے پھرتے ہین - ایک صاحب آئے تو ہین میلا دیکھنے - مگر بہت ہی مکدر چین
بجبین - کچھ چپکے بڑبڑاتے بھی جاتے ہین - معلوم ہوتا ہے کہ بیوی سے رُوٹھکے آئے ہین -
جن باتون کے جواب بر وقت سوجھے تھے - اوتھین اب یاد کر رہے ہین - کوئی صاحب
اپنے چھوٹے سے لڑکے کی اونگلی پکڑے اوس سے باتین کرتے چلے آتے ہین -
ہر بات مین امّان کا نام آتا ہے - "امّان کھانا پکاتی ہونگی" "امّان کا جی ماندہ
ہے" امّان سو رہی ہونگی - امّان جاگتی ہونگی - بہت شوخی نہ کیا کرو نہین تو امّان
حکیم کے ہان چلی جائینگی" ایک صاحب سات آٹھ برس کی لڑکی کو سرخ کپڑے
پہناکے لائے ہین - کندھے پر چڑھائے ہوے ہین - ناک مین ننھی سی نتھنی ہے - اوچھی

چولی گندھی ہوئی - لال شالباف کا موباف پڑا ہے - ہاتھون مین چاندی کی چوڑیان ہین - معصوم کے دونون ہاتھ زور سے پکڑے ہوے ہے - کلائیان دُکھی جاتی ہین کوئی چوڑیان نہ اوتار لے - ہائے کیسے پھر پھنسا کے لانا ہی کیا ضرور تھا -

لیجیے دوسرے صاحب ایک اور اون کے یار غار بھی ساتھ ہین - فرمائشی گالیان چل رہی ہین - "آہان پان تو کھاؤ - کھٹ سے پیسہ تنبولی کی دوکان پر پھینکا معلوم ہوا کہ آپ بڑے تونگر ہین - پیسہ دو پیسہ کی آپ کے آگے کیا اصل ہے - فوراً ہی حقے والے کو بھی آواز دیدی - "بھئی ساقی اِدھر آنا - حقہ سُلگا ہوا ہے؟" ایک اور یار اِن کے آموجود ہوئے - معمولی گالی گلوج کے بعد جو وقت ملاقات سلام - بندگی - مزاج پرسی سب بے تکلف دوستون مین ہوا کرتی ہے - "ابے پان تو کھلوا" لطف یہ کہ آپ مسلمان یار ہندو - جب تنبولی نے پان دیے جھپ سے بڑھ کے لے لیے - "ابے یار بھول گئے" اب یہ کھسیانے ہوے - ٹینٹ سے ایک پیسہ نکالا - "لو بھئی ہمین بھی دو پان دینا - الاچی بھی چھوڑ دینا - چونا نہ زیادہ ہو" - دوست سے "اچھا تو چلم تو پلواؤگے" - یہ چلم مُنھ سے اوتارتے ہی تھے کہ ساقی نے گھُور کے دیکھا - فوراً ہاتھ سے حقہ اور جیب سے پیسہ نکال کے دیدینا پڑا -

گوہر مرزا نے موتی جھیل کے کنارے فرش بچھوا دیا تھا - وہین جا کے ٹھہرے - ادھر اودھر درختون مین پھرتے رہے - سرِ شام سے دو گھڑی رات گئے تک میلے کی سیر کی - پھر گھر چلنے کی ٹھہری - اپنے اپنے میانون مین آ کر سوار ہوے - اب جو دیکھتے ہین تو خورشید جان کا میانہ خالی ہے اونکا کہین پتہ نہین - پہلے تو یہ شبہہ ہوا کہ یہین کہین درختون مین ہونگی - دُور دُور تک تلاش کے لیے آدمی دوڑائے - گوہر مرزا نے جا کے سارا میلا چھان مارا - کہین پتا نہ ملا - آخر مایوس ہو کے گھر واپس آئے - خانم نے سنتے ہی سر پیٹ لیا - تمام گھر کو صدمہ ہوا - مین خود رات بھر رویا کی - پیارے صاحب کے مکان پر آدمی گیا - وہ بیچارے اوسی وقت دوڑے ہوے گئے - ہزارون قسمین کھائین کہ "مجھے بالکل معلوم نہین - مین میلے بھی نہین گیا - بیگم کی طبیعت علیل ہے - جاتا تو کیونکر جاتا؟" پیارے صاحب پر یون بیجا سا گمان تھا - ایسی قسمین کھانے کے بعد کسی کو شبہہ بھی نہ رہا - وجہ یہ تھی کہ وہ شادی کے بعد بیوی کے

ایسے پابند ہو گئے تھے کہ چوک کا آنا جانا اونھون نے بالکل موقوف کر دیا تھا۔ رات کو گھر سے نکلتے ہی نہ تھے۔ خورشید کے گم ہونے کی خبر سُنکے کچھ تو اگلی محبت کے خیال سے اور کچھ خانم کی مروّت سے۔ نہین معلوم کس طرح چلے آے تھے۔

خورشید کے گم ہونے کے ڈیڑہ مہینے کے بعد ایک صاحب جنکی وضع شہر کے بانکون کی ایسی تھی۔ سانولا رنگ۔ چھریرا بدن۔ ایک دوشالہ سر سے لپیٹے۔ اور ایک سر سے باندھے میرے کمرے مین دراّنہ چلے آئے۔ اور آنے کے ساتھہ ہی سامنے قالین کے کنارے بیٹھہ گئے۔ اس سے مجھے معلوم ہوا کہ طبیعت مین کسی قدر کمینہ پن ہے۔ یا ابھی نئے ہین۔ رنڈیون کے ہان کم جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ اوسوقت مین اکیلی بیٹھی تھی۔ مین نے بوا حسینی کو آواز دی۔ وہ کمرے مین آئین۔ اون کے آتے ہی وہ صاحب اوٹھہ کھڑے ہوئے۔ اور کسی قدر بے تکلفی کے ساتھہ بوا حسینی کا ہاتھہ پکڑ لیا۔ علحدہ لیجا کے کچھہ باتین کین۔ جنمین کچھہ مین نے سنین۔ کچھہ نہین سنین۔ اسکے بعد بوا حسینی خانم صاحب کے پاس گئین۔ وہان سے آکے پھر باتین ہوئین۔ آخر کلام یہ تھا۔ تو کچھ ایک مہینے کی تنخواہ پیشگی دینا ہوگی۔ اون صاحب نے کمر سے بنیڈر روپون کی نکالی۔ بوا حسینی نے گود پھیلائی۔ اونھون نے چھن سے روپے پھینک دیئے۔

بوا حسینی۔ یہ کتنے ہین۔

وہ صاحب۔ نہین معلوم۔ گن لیجیے۔

بوا حسینی۔ اَئے ہے۔ مجھے تو نگوڑا گنتا بھی نہین آتا۔

وہ صاحب۔ مین جانتا ہون پچھتر روپے ہونگے۔ شاید ایک دو کم ہون۔ یا زیادہ۔

بوا حسینی۔ میان پچھتر کسے کہتے ہین۔

وہ صاحب۔ تین بیسی اور پندرہ۔ پچیس کم سو۔

بوا حسینی۔ پچیس کم سو۔ تو یہ کتنے دن کی تنخواہ ہوئی۔

وہ۔ پندرہ دن کی۔ کل وہ بھی پندرہ دن کی دے دونگا۔ پورے ڈیڑہ سو نخرچے آپ کو پہونچ جائین گے۔

یہ "نخرچے" کی سُن کے مجھے بہت ہی بُرا معلوم ہوا۔ اب تو بالکل ہی یقین ہو گیا کہ